"ذنب" کا ترجمہ گناہ کر کے تشریح کرتے وقت گناہ کی نسبت اور اضافت حضور کی طرف دینا سخت بے ادبی اور سنگین گستاخی ہے

(اگرچہ وہ گناہ کی کوئی بھی تاویل کرے)

کرنل (ر) محمد انور مدنی (بندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

زیر نظر کتاب

لاذنبک

مصنف

کرنل (ر) محمد انور مدنی

ریحان ملت پبلی کیشنز کی پہلی اشاعت ہے ریحان ملت پبلی کیشنز
میرے مرشد برحق الشاہ مفتی محمد ریحان رضا خان رحمانی میاں قدس سرہ
جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے سجادہ نشین تھے ان کی یاد میں
ریحان ملت پبلی کیشنز کے نام سے ادارہ قائم کیا گیا ہے جو بزم ریحان رضا
پاکستان کا ذیلی ادارہ ہے

ریحان ملت پبلی کیشنز
۱۸ بھائی خان پلازہ ریشم بازار حیدر آباد سندھ
فون نمبر 0221-616472

"ذنب" کا ترجمہ گناہ کر کے تشریح کرتے وقت گناہ کی نسبت اور اضافت حضور کی طرف دینا سخت بے ادبی اور سنگین گستاخی ہے

(اگرچہ وہ گناہ کی کوئی بھی تاویل کرے)

کرنل (ر) محمد انور مدنی (بندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب	"لذنبک" (ترجمہ تشریح)
مصنف	بندہ رسول کرنل (ر) محمد انور مدنی
تعداد	گیارہ صد
اشاعت اول	شوال ۱۴۱۸ (فروری ۱۹۹۸)
ٹائیٹل	محمد واصف شیخ فیصل توفیق
کمپوزنگ	الریحان کمپیوٹر کمپوزرس حیدر آباد فون 616472
قیمت	دعائے خیر

اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قبولیت کی دعاؤں کا متمنی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں راضی کریں واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ (توبہ)

ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی شریعت ہے
آپ کی خصوصی توجہ کے لئے

برادران اسلام ---------- السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ

ادب چونکہ جزوایمان ہے اس لئے عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے مندرجہ ذیل باتیں ملحوظ خاطر رکھئے۔ دعا میں خیروبرکت اور زینت کے لئے اے اللہ' اے رب العالمین اے مالک دو جہاں کی بجائے یا رب العالمین یا ارحم الراحمین یا احکم الحاکمین سے شروع کیجئے۔ گفتگو میں:(ا) فقط اللہ نے فرمایا کہنے کی بجائے اللہ تعالیٰ' اللہ جل شانہ' اللہ تبارک و تعالیٰ' اللہ جل مجدہٗ الکریم' حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (ب) اسی طرح آں حضرت' حضور' سرکار' یا رسول اللہ نے فرمایا کہنے کی بجائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا مودب و بابرکت طریقہ اپنایئے (ج) صرف قرآن و حدیث' سیرت' مکہ یا مدینہ کہنے کی بجائے قرآن حکیم' قرآن مجید' حدیث مبارک' حدیث شریف' سیرت مطہرہ' سیرت مبارکہ' مکہ معظمہ' مدینہ منورہ' مدینہ طیبہ کہا کیجئے (د) یوں ہی اہل بیت' صحابہ و اولیاء کہنے کی بجائے اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کہہ کر اپنی بات کو حسن و تازگی بخشئے (تحریر میں) اس قسم کے مخفف اشارے یعنی ج' تعا صلعمؐ لکھنے سے اجتناب فرمائیں اور مکمل جل جلالہ' علیہ السلام' صلی اللہ علیہ وسلم' رضی اللہ تعالیٰ عنہ' رحمتہ اللہ علیہ لکھئے اور اگر ایسے اشارے لکھے ہوئے پائیں تو ان کی اصلاح کریں اور مکمل پڑھیں۔

اسی طرح اسلامی مہینوں کے نام بھی مکمل آداب کے ساتھ تحریر فرمائیں اور پڑھیں۔ جیسے محرم الحرام' صفرالمظفر' ربیع الاول شریف' ربیع الاخر شریف وغیرہ اللہ کریم توفیق عطا فرمائیں' بجاہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ　　　الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

روئے سخن

۱. اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کروانے کے لئے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِاقدس کی تخلیق کی' یہ عشق کائنات کے وجود کی بنیاد بنا۔ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو **محمد رسول اللہ** کہہ کر نام و اعزاز سے نوازا۔ رسالت کے بلند ترین منصب کو عطا کر کے تمام اوصاف بھی عطا کردیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس محبوب کو اپنی ربوبیت کا مظہر بنایا۔ گویا کہ ایسی ہستی تخلیق کی جو ہر لحاظ سے درجہ کمال پہ ہے۔ نہ اس میں کسی کمی یا کجی کی گنجائش ہے اور نہ ہی کسی کمال کے نقص یا قرب کی کمی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد بلند ترین عظیم ترین اور اکمل ترین ہستی یعنی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم

۲. عقلی دلیل بھی یہ کہتی ہے کہ خالق نے اپنی اس تخلیق کو اپنا محبوب بنایا اور پھر اسے اپنی ربوبیت کا مظہر بنایا۔ اس لئے یقیناً یہ ہستی ایک مکمل ہستی ہے۔ کیونکہ ذرا سا بھی کسی وصف میں کمی کا پہلو ہو تو پھر بنانے والے کی توہین و تنقیص نکلتی ہے اور ہاں اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا کرنا کوئی محال نہیں کیونکہ' اس کا محبوب تو ایک ہی ہے اور محبوب تو ایک ہی ہوا کرتا ہے۔ پھر محبوب کے اوصاف' کمالات' جمالات' معجزات میں کسی کمی یا کجی کا ہونا عجیب لگتا ہے۔ بلکہ خلاف عقل ہے۔

۳. محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ میری حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی انسانی ذہن کی رسائی ختم ہوجاتی ہے۔ محب اور حبیب میں جو گفتگو ہو اس کے اسرار و رموز ان ہی کے درمیان ہوتے ہیں اگرچہ بظاہر اس کا مطلب کچھ اور نظر آئے۔ عام انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنی رائے دے' کیونکہ اس کی عقل صرف ڈیڑھ چھٹانک کے مادے کے اندر ہے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم امت کے لئے کوئی عمل کرے تو اس کے غلط معنی نہ لئے جائیں۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست بلند ترین ہے۔ عام انسان ان جیسے نہیں ہیں۔ یہیں بڑے بڑے مدعیان علم ٹھوکریں کھا گئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا سمجھ کر سنگین گستاخی کے مرتکب ہوئے اور ایمان برباد کروا بیٹھے۔

۴. قرآن حکیم کی چند آیات میں الفاظ **"لذنبک"** استعمال ہوا ہے جس کے ترجمے اور تشریح میں کئی لوگ مختلف سمتوں میں نکل گئے یعنی ذنب کے لفظ کو بمعنی گناہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (جو کہ معصوم ہیں) کی طرف نسبت اور اضافت کردی۔ اس طرح ایک سنگین بے ادبی اور گستاخی کا ارتکاب کر بیٹھے عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسی بے ادبی اور گستاخی ناقابل برداشت ہے۔

۵. چونکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کو تحریری طور پر اجاگر کرنا میری زندگی کا مشن ہے میں نے اس سلسلے میں صاحب کلی علم غیب' اصل الموجودات' مختار منتخب' شریعت و عشق' اللہ تعالیٰ کی تلاش حاکم کائنات' سور والضحیٰ کی تفسیر سے سورۃ عبس' الزام شرک کے رد میں اور کلی ایمان (مسٹر دہلوی کی تقویۃ الایمان کے رد میں) نامی کتب ہزاروں کی تعداد میں ملک بھر کے ہزاروں عشاق کو بلا معاوضہ مہیا کی ہیں مجھے روزانہ سینکڑوں خطوط عشاق رسول کی طرف سے ملتے ہیں کئی لوگ مجھے ایسا لٹریچر بھیج رہے ہیں جو گستاخان رسول نے لکھا ہوتا ہے اور اس کے رد کے لئے کہا جاتا ہے اسی طرح مجھے لٹریچر ملا کہ زبیر نامی ایک مولوی صاحب "ذنب" کے لفظ کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت اورر اضافت کرتا ہے اور اس پر بضد ہے اس طرح بے ادبی اور گستاخی کا مرتکب ہے چنانچہ میں ان آیات کی تشریح و تحقیق کر کے ایک کتابچہ لکھوں۔

۶. چنانچہ بندہ نے اس کی تحقیق ترجمہ اور تشریح کرنے کے لئے یہ کتابچہ تحریر کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عشاق حضرات کیلئے یہ در یتیم (A Rare Pearl) ثابت ہوگا۔ یاد رہے فرمان نبوی ہے کہ سب سے بہتر مخلوق علمائے حق ہیں اور سب سے بدترین مخلوق علماء سوہیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ لباس خضر میں ایسے راہزنوں سے بچائے۔
آمین

۷۔ یاد رہے علم کا نور در مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے یہ نہ تو کسی کی میراث ہے اور نہ ہی کتابوں کے ڈھیر پڑھ لینے سے۔ جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم نظر کرم کریں تو پھر درس کی کتابوں کو پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے۔ یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔ میں دعاگو ہوں اللہ تعالیٰ ایسا نصیب سب کو عطا کرے۔

فقط مخلص

بندہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کرنل (ر) محمد انور مدنی

باب اول

قرآن پاک کی سمجھ

قرآن فہمی

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ قرآن کا ایک ظاہری معنی ہے اور ایک باطنی پھر اس باطن کے سات باطن ہیں۔ قرآن پاک کی لغت عام لغت سے بلند ہے اور مختلف ہے اس لئے کہ یہ محب کا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام ہے۔ جس کا انداز اور جس کے رازونیاز محب اور حبیب ہی جانتے ہیں۔ یہ قرآن عربی میں اترا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مادری زبان بھی عربی ہی تھی لیکن اس کے باوجود قرآن کی تعلیم آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سیکھتے تھے وہ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی معلم قرآن ہیں۔ سورہ بقرہ کی سمجھ کیلئے حضرت فاروق اعظم کو سالہا سال لگ گئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی کا بڑا حصہ اس طرح گزارا ہے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن سے پہلے ایمان سیکھتا تھا اور جو بھی سورت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی۔ ہر ایک اس کے حلال و حرام کو ایسے سیکھتا تھا جیسے تم قرآن کو سیکھتے ہو اور جہاں وقف کرنا مناسب ہوتا تھا اس کو بھی سیکھتا تھا پھر میں اب ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو ایمان سے پہلے قرآن حاصل کرلیتے ہیں اور سورۃ فاتحہ شروع سے آخر تک ساری پڑھ لیتے ہیں اور انہیں پتہ نہیں چلتا کہ سورۃ فاتحہ کن کاموں کا حکم دے رہی ہے۔ اور کن کاموں سے روک رہی ہے۔ اور اس سورت میں کون سی ایسی آیت ہے جہاں جاکر رک جانا چاہئے۔ اور سورت فاتحہ کو ردی کھجور کی طرح بکھیر دیتا ہے یعنی جلدی جلدی پڑھتا ہے حضرت ابو عبدالرحمٰن مسلمی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم کے جو صحابہ ہمیں پڑھاتے تھے انہوں نے ہمیں بتایا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیات پڑھتے اور اگلی دس آیات تب پڑھتے جب پہلی دس آیات میں جو علم و عمل ہے اسے اچھی طرح جان لیتے چنانچہ ہم علم و عمل دونوں سیکھتے۔ علمائے کرام جانتے ہیں کہ حروف مقطعات صرف اللہ تعالیٰ اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان راز و نیاز ہیں

۲. اگرچہ قرآن پاک کی لغت عام لغت سے بہت بلند اور مختلف ہے لیکن عربی زبان کے کچھ الفاظ کی وضاحت مروج کتب لغات سے بھی ہوتی ہے۔ اور ان کی وضاحت مستند اور معتبر ہے علاوہ ازیں یہ اصول اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ بات جس ہستی کے متعلق کی جاتی ہے اس کے مرتبہ اور حیثیت کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے جیسا کہ قرآنی الفاظ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کچھ الفاظ کا معاملہ ہے پھر کیا وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ الفاظ کا ترجمہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و مرتبت کا خیال نہ رکھا جائے انسان کے باطن میں ایک کمپیوٹر نصب ہے وہ فوراً اپنے تحت الشعور سے مناسبت رکھتے والے معنی کو اٹھاتا ہے اور اس طرح ایک ہی آیت کے مختلف معانی اور تفسیریں بن جاتی ہے۔ اندر کے باطن سے میری مراد یہ ہے کہ ایمان کی بنیاد جو قرآنی آداب کے مطابق آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہر مومن میں لازمی ہے۔ اگر کسی کے تحت الشعور میں وہ بنیاد نہیں ہے تو گویا وہ اپنے ایمان کے بنیادی تقاضوں سے ہی محروم ہے۔ یا آشنا نہیں یا تغافل و تجاہل برت رہا ہے۔ اگر قرآن پاک سے ہی وہ معانی و مفاہیم دوسری آیات میں ثابت اور واضح ہوتے ہیں تو پھر ان کا انکار سنگین جرم بن جاتا ہے بلکہ جہنم مقدر بن جاتا ہے۔ بعض تفاسیر پڑھنے سے مجھے ایسا تاثر ملا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حمیدہ میں لوگوں نے تضاد بیانی سے کام لیا اور بعض موقعوں پر بخل بھی دکھایا۔

قرآن پاک کی تفسیر کرنے والے بتائیں کہ وہ تفسیر بالرائے کو کیوں قبول نہیں کرتے اسی لئے ناں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اسمیں انسانی رائے کا دخل بے جا ہے۔ تو مفسرین یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خود آداب سکھاتا ہے۔ ایسے مفسرین جو تعظیم نبوی کے مقامات میں ایمانی و قرآنی تقاضوں کو فراموش کر دیتے ہیں وہ قرآن فہمی کا دعویٰ کرنے میں غلط ہیں اسی لئے اہل ایمان کو ایسی تفسیروں سے وہ کچھ حاصل نہیں ہوتا جو قرآن پاک کا مدعا ہے۔ اور ایمانی تقاضوں کے مطابق ذہانت والے ایسی تفسیروں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

مروجہ علوم میں تفسیر اور اصول تفسیر باقاعدہ الگ قواعد وضوابط کے ساتھ پڑھائے جاتے ہیں میرا سوال مفسرین سے یہ ہے کہ وہ بتائیں کہ ان علوم میں کہیں کوئی قاعدہ ایسا ہے جس میں تحقیر و توہین یا شان رسالت کے منافی و نا مناسب بات کرنے کی گنجائش ہو۔ ہو سکتا ہے کہ اہل تفسیر میری بات کو دیوانے یا مجذوب کی بڑ کہہ دیں۔ میں یہی کہوں گا کہ محبت رسول کے بغیر قرآن فہمی بے سود ہے بلکہ قرآن پاک سمجھ ہی نہ آئے گا۔

۳. قرآن پاک کے ظاہری معنی پر علماء مطلع ہوتے ہیں اور باطنی معانی پر صوفیائے کرام خبردار ہیں یا ظاہر وہ جو نقل سے معلوم ہو اور باطن وہ جو کشف سے معلوم ہو۔ پھر ہر ظاہر اور باطن کی ایک حد ہے جہاں سے اطلاع ہے۔ یعنی قرآن پاک کے ظاہر و باطن معلوم کرنے کے علیحدہ مقامات ہیں چنانچہ ظاہر قال سے اور باطن حال سے ہے۔ یا ظاہر نحو سے باطن فنا اور محو سے یا ظاہر کتابوں سے اور باطن کسی کی نظر سے۔ یاد رہے صوفیائے کرام وہ لوگ ہیں جو شریعت و طریقت کے جامع ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سچے مبلغ ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک
(عربی عبارت) کی روشن تصویر ہوں۔ خبردار رہو کہ اس مقام پر دین فروش جاہل صوفی نمود و نمائش کے دلدادہ وغیرہ وغیرہ ایسے قماش کے لوگ مراد نہیں۔

حقیقت کی باتیں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہیں اس تک پہنچنے کے لئے معرفت کا سمندر عبور کرنا پڑتا ہے۔ اس کا ادھر کا کنارہ یقین کی منزل ہے۔ یہاں علم عقل اور عشق پہنچاتے ہیں ان سب کو ملائیں تو شریعت بنتی ہے معرفت کے سمندر کا دوسرا کنارہ حقیقت ہے۔ معرفت کے سمندر میں غوطہ زن ہو سکتے ہیں اور اس کے لئے بصیرت کا لباس چاہئے۔ جو کہ در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملتا ہے۔

قرآن حکیم کا انداز کلام

اللہ تعالیٰ کا انداز تکلم

قرآن حکیم کو بڑے غور و فکر سے پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ یہ محب اور حبیب کے درمیان گفتگو ہے جس میں محب زیادہ تر بول رہا ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں۔ چونکہ کفار مکہ ان آیات کا انکار کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ کفار مکہ کے اعتراضات کا جواب (اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے) بھی ایسے انداز سے دیتا ہے جسے سمجھنے کے لئے اپنے باطن کے کمپیوٹر کی زبان عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہونی چاہئے ورنہ قرآن سمجھ نہ آئے گا چاہے تفسیروں کی جلدوں پر جلدیں چھپوا دیں کوئی فائدہ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کا انداز مختلف ہوتا ہے جب وہ کفار مکہ کے متعلق بات کرے یا عام مسلمانوں کے متعلق پھر جب ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو انداز اور مختلف ہو جاتا ہے۔ 6236 آیات کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ہاں یہ تو محب اور حبیب کی ایک لمبی گفتگو ہے۔ اگر کفار نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے کھاتا پیتا ہے بازاروں میں چلتا پھرتا ہے (یہاں عربی ہے) تو فوراً بولا دیکھ کیسی کیسی مثالیں تیرے متعلق مارتے ہیں انظر کیف ضربوا لک الامثال

لفظ **ضربوا**' استعمال کرتا ہے **قالوا** بھی کہہ سکتا تھا مگر نہیں۔ اس لئے کہ یہاں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی بات ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٭یا رب ان ھؤلاء قوم لا یؤمنون٭

(یارب یہ قوم تو ایمان ہی نہیں لاتی) تو بولا

یا ایھا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر٭

(یارسول آپ کیوں غمناک ہوتے ہیں ان کے لئے جو کفر کی طرف دوڑتے ہیں) یہ دو مثالیں ایسی ہیں کہ انداز تکلم کو سمجھنے میں کافی مدد ملے گی۔

ضروری باتیں (آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیات)

٭ کسی آیت جس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہے یا کوئی خاص لفظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے، کو سمجھنے سے پہلے مندرجہ ذیل باتیں جاننا ضروری ہیں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ کس بات کے متعلق اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہا ہے۔

ب۔ یہ بات کس سیاق و سباق میں ہو رہی ہے

ج۔ زیر بحث آیات یا الفاظ کا شان نزول کیا ہے

د۔ کیا اسی طرز کی گفتگو قرآن پاک کے کسی اور مقام پر ہوئی ہے

ہ۔ کہیں مفسر دونوں جگہوں کی تشریح کرتے ہوئے تضاد یا ٹکراؤ (معانی میں) تو پیدا نہیں کر رہا

و۔ زیر بحث الفاظ کے لغت میں کیا معنی ہیں؟

ز۔ کیا انسانی لغت کے یہ معنی۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین و تنقیص کا موجب تو نہیں؟

ح۔ اگر کوئی ایسی بات نظر آرہی ہو تو پھر سمجھو کہ الفاظ کے یہ معنی غلط منسوب کر رہے ہو؟

ط۔ اگر ایک لفظ کے جتنے بھی معانی انسانی لغت میں ہوں اور وہ ظاہری استعمال سے توہین و تنقیص ظاہر کرتے ہوں تو پھر اس لفظ کے معنی اللہ اور رسول ہی جانتے ہیں۔ عام انسان چاہے کتنا بڑا مدعی علم ہو۔ نہیں جانتا

ی۔ ایسے الفاظ کی بحث میں پڑنے سے پہلے یاد رکھنا چاہئے کہ کہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رسالت میں بے ادبی تو نہیں ہو رہی کیونکہ انسان کا زعم کہ وہ بہت بڑا عالم ہے اسے لے ڈوبے گا۔

ای- اگر اللہ تعالیٰ کوئی بات اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہا ہے (جس میں ایک ذو معنی لفظ ہے) تو یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب سے کلام ہے وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھی کہے وہ انکا آپس کا معاملہ ہے- ہم کون ہوتے ہیں ایسی بات کرنے والے

بی- اسی طرح اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات کہیں جو آپ کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے تو ہم کون ہوتے ہیں ویسی بات کرنے والے؟ میں حضرت آدم علیہ السلام کی مثال دیتا ہوں انہوں نے کہا ربنا ظلمنا انفسنا (ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا) لیکن ہم اگر کہیں آدم ظالم تھے تو پھر ایمان کدھر جائے گا-

دیگر مثالیں

۱. کم ترین مثال دیتا ہوں- کسی بیٹے کا اپنے باپ سے جھگڑا ہو اور باپ کہے کہ میں تو ہوں ہی بیوقوف احمق یا الو کا پٹھا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کے بعد بیٹا اپنے باپ کو کہے' اے احمق' یا اے الو کے پٹھے باپ

۲. یا کسی کا باپ اپنے گہرے دوست کو (چاہے محبت میں) کہے کہ یار تم اپنی حرکتیں درست کرو یا تم کو اپنے اعمال صحیح نہیں کر رہے- اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس شخص کا بیٹا اپنے باپ کے دوست کو خطاب کر کے کہے او غلط حرکتیں کرنے والے یا غلط اعمال کرنے والے کیا حال ہے مطلب یہ ہے کہ دو دوستوں میں جو گفتگو ہو جس میں اسرار و رموز وہی جانتے ہوں- کسی تیسرے شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ ان کی گفتگو والے الفاظ استعمال کریں- (بات ہے ذرا سمجھ کی)

۳. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل مکہ مکرمہ میں تلوار لے کر آقا صلی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے نکلے راستے میں ایک شخص ملا اور پوچھا کدھر جا رہے ہو- بولے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جا رہا ہوں (نعوذ باللہ)- اس نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو- تمہارے بہنوئی اور بہن اسلام لا چکے ہیں- یہاں پھر وہی مثال ہے تم اپنے گھر کی خبر لو یعنی کہ تمہارے قریبی عزیزی یا خواص

ہیں- حالانکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو جو کام کرنے نکلے انہوں نے بتا دیا- پھر گھر والوں کی نسبت اور اضافت بھی ان ہی کی طرف تھی- چنانچہ معلوم ہوا کہ یہ ایک مکالمے کا انداز ہے-

ج ی- اسی بنا پر اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ میں دن میں ستربار استغفار کرتا ہوں- تو ہم کو یہ لائق نہیں کہ اب گمان بھی کریں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کر رہے ہیں تو ضرور یہ کسی ذنب یا گناہ کی ہوگی (استغفراللہ) یہ معاملہ اللہ اور رسول کے درمیان ہے- ہم تیسرے ہیں اس لئے ہم تو اس میں زبان کھول ہی نہیں سکتے- چنانچہ اسے دلیل کے طور پر پیش کر کے لفظ ذنب کے تعلق کو Justify کریں- (ہاں اسے تعلیم امت ہی کہا جاسکتا ہے اور اس سے ہمارا اتنا ہی تعلق ہے)

دی- اللہ تعالیٰ بیشک نبی کو بشر کہے ہم نہیں کہیں گے- سب سے پہلے شیطان نے نبی کو بشر کہا اور راندہ درگاہ ہوا کفار لوگوں نے اپنے اپنے انبیاء کو بشر کہا اور خوار ہوئے-

نکتہ..... مندرجہ بالا مثالوں سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کلام کرے اس میں لفظ ذنب ہو جو "ک" کے ساتھ ہو تو اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس نہیں بلکہ گھر والے افراد ہوں گے یا آپ کے خواص ہوں گے-

انسانی لغت میں ذنب کے معانی

ذنب کا لفظ قرآن حکیم میں ۳۹ دفعہ آیا ہے- توبہ کا لفظ ۸۷ دفعہ آیا ہے اور استغفار کا لفظ مختلف صورتوں میں ۲۳۴ دفعہ آیا ہے

1. بمعنی گناہ (SIN)

عصیان' پاپ' خطا کسی مذہبی یا معاشرتی دستور یا فرمان سے ارادی یا دانستہ کی خلاف ورزی' ارتکاب گناہ- فرائض کے معروف اصول کو توڑنا حدود [illegible]' لغزش'

قصور۔ اسے Crime بھی کہتے ہیں یعنی جرم اور اس کا کرنے والا گناہ گار یا مجرم یاد رہے کہ یہ اختیاری اور ارادی قول و فعل ہے۔

2. توبہ (REPENTENCE)

توبہ گناہ کی معافی کے لئے بنیادی شرط ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

(عربی ہے) اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی

تاب.... اس نے توبہ کی وہ پھر آیا' وہ متوجہ ہوا۔ اس نے معاف کیا۔ معاف کردینا' درگذر کرنا بخش دینا' عفو کرنا

تواب.... معاف کرنے والا توبہ کرنا والا' پھر آنے والا' لغت میں توبہ کرنے والے اور توبہ قبول کرنے والے کو تواب کہتے ہیں۔ اس کا استعمال اللہ اور بندہ دونوں کیلئے ہے۔

3. استغفار

اس کا مادہ غفر ہے بہ معنی ڈھانکنا۔ معاف کرنا' کسی چیز کو کسی جگہ محفوظ کردینا پردہ پوشی کرنا

استغفر

اس نے بخشش چاہی یہ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے

استغفر

تو بخشش مانگ' معافی مانگ' مغفرت چاہ' امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے

بخشش کے لئے توبہ کی شرط

۱. قرآن حکیم میں جہاں جہاں بخشش کی بات ہوئی ہے وہاں اسے توبہ کرنے سے مشروط کر دیا گیا ہے یہ حکم عام انسانوں کے لئے ہے۔

۲. قرآن حکیم میں یہ لفظ جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیا ہے وہاں وہاں اس کی مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت یعنی سفارش کرنے کی ہے جیسے فرمایا

(عربی ہے) یہاں **واستغفر لھم الرسول** سے مراد یہ ہے کہ ان اشخاص کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شفاعت فرمائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو بہت ضرور توبہ قبول کرنے والا پائیں گے

4. معصوم

اس کے معنی گناہوں سے محفوظ ہیں۔ Exampted-Protected اور Preserved ہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں اس لئے کہ آپ گناہوں سے بچائے گئے ہیں۔ اور اس کی وجہ اللہ تعالیٰ کی نگہداشت ہے۔ فرمان الٰہی ہے **فانک باعیننا** (بیشک آپ ہماری نگہداشت Protection میں ہیں) چنانچہ یہ خیال کرنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (معاذاللہ) گناہ کا ارتکاب کریں گے سنگین گستاخی رسول کے ساتھ ساتھ گستاخی قدرت الٰہی بھی ہے۔

توجہ رہے

توجہ رہے :۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم مقام رسالت کی اتنی بلندی پر فائز ہیں جو عام انسان کے گمان میں نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ کے بعد نیابت کا افضل ترین رتبہ جو کہ ہر لحاظ سے مکمل ہے جس میں مزید کسی کمی کی گنجائش ہی نہیں وہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری کائنات کے لئے رسول ہونا ہے۔ اسی طرح قرب الٰہی کی حدیں ہم نہیں جان سکتے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں۔ غور کریں "**لی وقت مع اللہ لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل**" چنانچہ "ذنب" کے معنی گناہ کرکے مختلف تاویلیں دینا ایک ایسی سنگین غلطی ہے جو ناقابل معافی ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ اسے کسی ہستی سے منسوب کیا جا رہا ہے۔

۲. دوسری بات یہ ہے کہ کیا قرآن پاک میں کوئی ایسی آیت ہے جس میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ "توبہ" کہہ کر اپنے گناہوں (نعوذ باللہ) سے توبہ کرنے کو کہا گیا ہو۔ کیونکہ صرف استغفار کرنا ہی کافی نہیں اس کے ساتھ ساتھ توبہ بھی کرنا ہوتا ہے نہیں قرآن حکیم میں ایسا کوئی لفظ نہیں۔

ذنب

آیات کا ترجمہ اور تشریح اور تجزیہ

پہلی آیت • فاصبر ان وعد اللہ حق و استغفر لذنبک و سبح بحمد ربک

ترجمہ......یا حبیب آپ صبر کریں بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنی (امت) کے گناہوں کی شفاعت کریں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولیں

تشریح :۔ اس آیت مبارکہ کو سمجھنے کے لئے اس سے پہلے اور اس کے بعد والی آیات کو پڑھنا ضروری ہے یہ بات مدنظر رہے کہ **فاصبر** یعنی آپ صبر کریں بیشک میرا وعدہ سچا ہے کا تعلق کسی بات سے ہے جب کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیات میں جھگڑا کرتے تھے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزا کیا کرتے تھے تو ہمیں ذرا پیچھے والی آیات سے ساری بات سمجھنا ضروری ہے۔ بات شروع ہوتی ہے • انا لننصر رسلنا و الذین امنوا.....

(بیشک ہم ضرور رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں اور جس دن کھڑے ہوں گے گواہ جس دن ظالموں کو ان کے بہانے کچھ کام نہ دیں گے اور ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر اور بیشک ہم نے موسیٰ کو رہنمائی فرمائی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا عقلمندوں کو ہدایت اور نصیحت دے کر فرمایا یا حبیب آپ صبر کریں بیشک میرا وعدہ سچا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کا وعدہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرما کر کفار کی ایذا رسائیوں سے صبر کرنے کی تلقین کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے لئے شفاعت کرنے کا اذن فرمایا۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کی امت اس یوم (قیامت) کو رسوا نہ ہو چنانچہ اس سے پہلے بھی بنی اسرائیل یعنی امت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہوا ہے اس لئے یہاں "ک" سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے

نتیجہ:۔ واستغفر سے مراد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) شفاعت فرمائیں "ل" سے مراد "لئے" ذنب (بمعنی گناہ) اور "ک" سے مراد امت ہے۔ (یہاں ک کو آپ

صلی اللہ کی ذات سے منسوب کرنا۔ گرامر کے قاعدہ کے خلاف ہے)

دوسری آیت • فاعلم انہ لا الہ الا اللہ و استغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات،

ترجمہ...... پس جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اے محبوب اپنے خاص اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی بخشش کے لئے شفاعت کیجئے

تشریح :۔ اس آیت مبارکہ کو سمجھنے کے لئے اس سے پہلے اور بعد والی آیات کا پڑھنا ضروری ہے۔ اس سے پہلے کفار اور منافقین کے گروہ کی بدکرداری کا ذکر ہوا ہے۔ جو کبھی عذاب آنے کا تمسخر اڑاتے۔ تو کبھی قیامت کے متعلق اپنی سمجھ (غلط) کے مطابق حیرت کا اظہار کرتے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پہلے کفار منافقین کو فرمایا کہ تم جان لو کہ میرے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور پھر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوئے کہ آپ شفاعت فرمائیں اپنے خاص (اہلبیت) اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے اب بات جو سمجھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ کفارو منافقین کے گروہ کے لئے تو جنہم ہے ہی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ **شفیع المذنبین** ہیں کو حکم فرمایا کہ آپ اپنے گروہ جن میں آپ کے خاص (اہلبیت) اور مومنین مرد عورتیں ہیں ان کی شفاعت فرمائیں تاکہ وہ ان کفار و منافقین والی منزل سے بچ جائیں۔

نتیجہ :۔ اس آیت مبارکہ میں "ک" سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہے یعنی اہل بیت (کیا تم درود پاک پڑھتے ہوئے یہ نہیں کہتے؟ **اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد**) تفسیر کبیر میں امام فخرالدین رازی نے بھی یہاں "ک" سے مراد اہل بیت ہی لیا ہے

تیسری آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا، لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر و یتم نعمتہ علیک و یھدیک صراطا مستقیما،

ترجمہ...... بیشک ہم نے آپ کے لئے روشن فتح فرما دی تاکہ اللہ آپ کے طفیل (بدولت۔ سبب) گناہ بخشے آپ کے اگلوں کے اور پچھلوں کے (یعنی آپ کی امت

کے)

تشریح :- (ا) اللہ تعالیٰ نے روشن فتح کیوں دی- بتایا تمہارے لئے' لفظ ک بہت اہم ہے- کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی بلندی کا جب ذکر فرمایا تو بھی کہا ورفعنا لک ذکرک (آپ کے لئے بلند کیا) اب بات ہو رہی ہے بخشنے کی جو کہ زمانہ مستقبل کی بات ہے اور لیغفرلک کا مطلب ہے کہ مستقبل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طفیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیں گے- یاد رہے کہ یہ زمانہ مستقبل کی بات ہو رہی ہے جس نے ابھی ہونا ہے- اور پھر نعمتوں کے تمام ہونے کی بات بھی تب ہی مکمل ہوگی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گناہ بخشے جائیں گے- یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہوں (معاذ اللہ) والی بات نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے پاک ہیں- معصوم ہیں- گناہ کا ارتکاب تو امت کرتی ہے لیکن "ک" کہہ کر آپ کی امت کے متعلق بتایا (ضروری نہیں کہ ذنب امتک ہی کہے)

(ب) دلائل اس کی مثال ایسے ہے مثلاً فوج میں کہتے ہیں فلاں جرنیل شکست کھا گیا- حالانکہ لڑتی فوج ہے شکست کھاکر بھاگتی فوج ہے لیکن جرنیل جو سینکڑوں میل پیچھے بیٹھا ہوتا ہے اور وہ ایک گولی بھی فائر نہیں کرتا لیکن شکست یا فتح اس کے کھاتے میں پڑجاتی ہے-

تقدم اور تاخر کے معانی اور تشریح

لغت کہتی ہے-

ا. تقدم:- پیش قدمی - آگے بڑھانا - To Lead - To Advance - To Prefer

ا- قدام:- پیش رو - لیڈر - In front of - Chief - Lord

ب- قادم:- آنے والا - آگے کا - One who arrives

۲. تاخر:- ہٹنا - پیچھے ہوجانا - Delay - To remain Behind

متاخر:- لیٹ پیچھے رہ جانے والا - Lagging behind - Delaying

قرآن حکیم میں ان الفاظ کا استعمال

قرآن حکیم کی کئی آیات میں یہ دونوں الفاظ بکثرت مختلف صورتوں میں استعمال ہوئے ہیں اور اکٹھے بھی آئے ہیں جن کی مثالیں آگے آئیں گی- بعض آیات میں شان نزول کے لحاظ سے ان سے متعلق ' افعال' کا مطلب نکلتا ہے اور بعض جگہوں پر ان الفاظ سے متعلق "انسان" کا مطلب نکلتا ہے-

ماتقدم من ذنبک وماتاخر کا مطلب

تمہارے جو لوگ اگلے ہیں اور تمہارے جو لوگ ابھی آنے والے ہیں (یعنی امتی) (ان کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ آپ کی بدولت یا آپ کے لئے یا آپ کے سبب سے بخش دے (مستقبل میں) یہاں فعل مضارع کی بات ہے)

یہاں مراد "لوگ" ہیں نہ کہ زمانہ کی بات یا اگلے اور پچھلے وقتوں کی بات-

۲- بعینہ زیر بحث آیت مبارکہ میں بھی اگلے یعنی جو لوگ آگئے ہیں یا گزر چکے ہیں اور پچھلے یعنی بعد میں آنے والے لوگوں کے متعلق بات ہو رہی ہے-

۳- ذنبک کے لفظ "ک" سے مراد یہ لوگ ہیں کیونکہ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امت کے لوگوں کی بات ہورہی ہے- اور لفظ "ذنب" کا تعلق ک بمعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں سے ہے نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے-

۴- یہ بیت آسان فہم بات ہے کاش کہ تیری سمجھ میں آجائے-

قرآن حکیم میں دوسرے مقامات پر تقدم اور تاخر کی مثالیں

۱۔ ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین ○ (۱۵/۲۴ الحجر)

ترجمہ :۔ ۱۔ اور بیشک ہمیں معلوم ہے جو تم میں آگے بڑھے اور بیشک ہمیں معلوم ہے جو تم میں پیچھے رہے۔ یا۔

۲۔ اور یقیناً ہم جانتے ہیں ان کو بھی جو گزر چکے ہیں تم میں سے اور یقیناً ہم جانتے ہیں بعد میں آنے والوں کو۔

۲۔ لمن شاء منکم ان یتقدم او یتاخر (۷۴/۳۷ المدثر)

ترجمہ :۔ اس کے لئے جو چاہے تم میں سے آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے۔

تشریح :۔ ۱۔ غور کرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ **منکم** کا لفظ بہت اہم ہے اور

۵۔ لفظ **تاخر** یعنی جو ابھی تاخیر کئے گئے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ جو گناہ مستقبل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نعوذ باللہ) کرنے ہیں۔ تو وہ سخت غلطی پر ہے۔ اس لئے کہ آنے والے مستقبل کے متعلق تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک بڑھتی جائے گی اور اس طرح کے معنی لینے سے دوسری آیت **وللاخرۃ خیرالک من الاولی** سے ٹکراؤ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں ٹکراؤ نہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے ایسے لوگوں کے متعلق جو قرآن کی ایک آیت کو دوسری آیت سے جھٹلاتے ہیں۔

۶۔ جو لوگ لفظ **تاخر** سے ہونے والے گناہ مراد لے کر ایک مثال دیتے ہیں جیسے کوئی کہے کہ تمہیں سات خون معاف ہیں۔ یہ ایک بھونڈی سی مثال ہے۔ ایسی مثال ایک عام انسان کے لئے تو کی جاسکتی ہے جو کہ گناہ کر سکتا ہے لیکن ایسی مثال آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر فٹ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین اور گستاخی و بے ادبی ہے وہ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں یعنی گناہ کرنے سے پاک ہیں۔ مظہر ربوبیت ہیں۔ اگر مظہر ربوبیت نے بھی گناہ ارتکاب کرنا ہو تو پھر معاذاللہ یہ اللہ [illegible] تنقیص ہے کہ اس کا پیمانہ ہی غلط ہے (نعوذباللہ)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمتہ کا ترجمہ

۱۔ ان تمام آیات جن میں لفظ ذنب آیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے بہترین ترجمہ کیا ہے جو کہ آپ کی علمی قابلیت۔ عشق رسول کی کرنیں اور تحفظ عصمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین نمونہ ہیں۔ آپ کے تراجم کو دوسرے علما کے تراجم کے ساتھ موازنہ کرنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ ہر انسان دوسرے سے مختلف ہے۔ مقیاس اذہان مختلف ہوتا ہے اور کسی بات کو کس انداز سے دیکھتا ہے مختلف ہوتا ہے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ کوئی اسے عقلاً و نقلاً" مخدوش کہے تو اسے جہالت کے سوا اور کوئی دوسرا نام نہیں دیا جاسکتا۔ ہوسکتا ہے ایسے تاثرات دینے والے کا ذہن ایسا ہی ہو۔ مقیاس ذہانت کے بڑے مقامات یعنی (Steps) ہیں۔ نیچے اوسط درجے سے کم پھر اس سے کم تر ہوتا ہے اور اوپر اوسط درجے سے کئی درجے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہر کوئی اپنے مقیاس ذہانت کے درجے کے مطابق بات کرتا ہے۔

ادب

انتباہ :۔ (الف) ادب جزو ایمان ہے بلکہ جان ایمان ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسے کلمات نہیں کہنے چاہئیں جو انسان ایک دوسرے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہوتا ہے اگر اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نا مناسب الفاظ استعمال ہوں۔

(ج) قرآن حکیم میں غوروفکر کریں۔ یہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا قصیدہ ہے۔ اور سب جانتے ہیں کہ محبوب ایک ہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو پھر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو اور اجاگر کرو...... اسکے برعکس کروگے تو ساری علمیت برباد ہوجائے گی اور جہنم ٹھکانہ بن جائے گا۔ چاہے لاکھ دلیلیں دیں (کہ کسی مفتی نے تو فتویٰ نہیں دیا)

حاصل کلام

اعلیٰ حضرت نے اپنے ترجمے میں شان رسالت، مقام رسالت اور ادب کے بہترین درجہ اور قابلیت کا مظاہرہ کیا ہے دوسرے لوگوں نے اپنی اپنی ذہانت کے مطابق ترجمے کئے ہیں چنانچہ اسے عقلاً نقلاً مخدوش کہنا جیسا کہ مسٹر سعیدی نے تحریر میں کیا اور مسٹر زبیر نے اپنی تحریر و تقریر میں کہا ہے۔ مسٹر زبیر کا ذہن علمی لحاظ سے قلاش دکھائی دیتا ہے۔

احادیث مبارکہ کے الفاظ

احادیث مبارکہ کے نکات :- ا۔ صحیح مسلم اور بخاری شریف کی جن احادیث مبارکہ میں لفظ "ذنب" کا تعلق آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حقیقتاً" ایسا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کی بڑی حکمتیں ہیں جو عام انسان کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ کوئی شخص دوسروں کو کہے کہ اس (مجھ) گناہ گار کے متعلق کیا خیال ہے؟ یا اس گناہ گار کے غریب خانے پر تشریف لائیں۔ وغیرہ وغیرہ

ایسی باتیں جو کہ احادیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی حکمتوں کے تحت فرمائیں۔ وہ اس لئے کہ :-

ا تعلیم امت کے لئے

ب سنت بن جائے

ج اظہار عبودیت کے لئے

ج تواضع کے لئے

اعتراض ہے بالکل ٹھیک

سوال :- یہ ہے کہ اگر ذنب اور گناہ کے حقیقی معنی نہ لئے جائیں اور اس کی تاویل اور توجیہ کر کے ذنب اور گناہ کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یا

صحابہ کرام کی طرف دی جائے تو وہ قابل اعتراض ہے یا نہیں؟

جواب :- ا۔ بات یہ ہے کہ کسی ہستی کے ساتھ یہ الفاظ منسوب کئے جا رہے ہیں (چاہے آپ اس کے معنی وہ نہ لیں) تو اس ہستی کی شان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہرگز، ہرگز ایسے الفاظ منسوب نہ کئے جائیں ساری علمیت برباد ہوجائے گی۔ یہ مقام ادب ہے..... معلم الملائکہ باعلم تھا مگر اسکو بے ادبی لے ڈوبی..... اور یہاں تو مظہر ربوبیت کا ذکر مبارک ہو رہا ہے۔

۲۔ اعتراض کرنے والے صحیح ہیں کیونکہ کوئی بھی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے الفاظ کی نسبت کرنا تو کیا اپنے ذہن میں گمان بھی نہیں کر سکتا۔

۳۔ سمجھنے کی کوشش کیجئے مسٹر زبیر۔

لفظ ذنب کی نسبت بڑی سنگین غلطی ہے

لفظ "ذنب" کا ترجمہ گناہ کر کے اور متعلقہ آیت کی تشریح کرتے وقت گناہ کی نسبت اور اضافت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دینا سخت بے ادبی اور گستاخی ہے اگرچہ وہ گناہ کی کوئی بھی تاویل کرے اور گستاخ رسول کی سزا کیا ہے؟

تمام ترجمے اور تفسیریں جن میں ذنب بمعنی گناہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر دیئے گئے ہیں وہ تمام غلط ہیں عقلی اور نقلی طور پر اس لئے کہ

محمد مصطفیٰ نور مجسم رحمتہ للعالمین رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہر لحاظ سے ہر وصف میں درجہ کمال (PERFECTION) پہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں تمام اوصاف حمیدہ مکمل اور تمام ہو چکے ہیں یعنی (Highest degree of excellance)

مقام رسالت کو مدنظر رکھیں

دلائل :- اگر مگر لگا کر ایسے "لفظ" کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب

کرنا نہیں چاہئے۔ ایسا لفظ صرف عام انسان کے لئے ہے۔

۱. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(عربی ہے) جب کسی عام انسان کو حقیقت کا ہی پتہ نہیں تو پھر لفظ ذنب کو کسی تاویل سے منسوب کرنا جہالت اور گمراہی ہے۔ اور یہ بڑی سنگین بے ادبی اور غلطی ہے۔

۲. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لی وقت مع اللہ لا یطلع علیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل

ترجمہ...... میرا ایک وقت اللہ کے ساتھ ہے جس پر کوئی مقرب فرشتہ مطلع ہے نہ کوئی نبی رسول محب اور حبیب ایک وقت اکٹھے ہوتے ہیں۔ جن پر عام انسان تو کیا انبیاء و رسل کی بھی رسائی نہیں جیسا محب کہتا ہے ویسا ہی محبوب کہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام انسانوں کی طرح نہیں ہیں اور نہ ہی کسی انسان کو ایسا گمان کرنا چاہئے۔ کیونکہ گمان کرنے سے بھی ایمان ختم ہوجائے گا۔

۳. اللہ تعالیٰ جب کہے **فانک باعیننا** (۴۸-۵۱ طور) بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نگہداشت میں ہیں

ایسی صورت میں تو ہر وصف اکمل ہوگا کہیں بھی کسی کمی کا شائبہ تک نہیں ہوسکتا مقام رسالت کی وسعت اور بلندی کا یہ تقاضا ہے کہ ایسی ہستی کسی بھی ممکنہ نقص (جو عام انسانوں کے ذہن میں آتا ہو) سے پاک ہو

۴. اسوۃ حسنہ **(لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ)** لفظ حسنہ کے بعد پھر کسی اور چیز کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ "ذنب" کا حسنہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ تو ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ فرمان الٰہی ہے میرا رسول چونکہ اعمال صالحہ کا مجسمہ ہے اس لئے اس کے اعمال تمہارے لئے نمونہ ہیں۔ اگر اعمال صالحہ والی بات نہ ہو تو پھر نمونہ نہیں بن سکتے۔

۵. آپ صلی اللہ علیہ وسلم مظہر خدا ہیں **(لولاک لما اظہرت الربوبیہ)** اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا مظہر ہر کسی طرح کے نقص سے یقیناً بالاتر ہوگا۔ پاک ہوگا۔ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم تو اپنی خواہش سے بولتے نہیں مندرجہ ذیل آیات پر غور کریں

— ، و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ۔ —— من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ۔

— و ما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نھاکم عنہ فانتھوا ، —— ، اتبع ما یوحی الی ۔

— و اللہ یعصمک من الناس ، —— قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم ۔ —— ، و امنوا برسولہ یوتکم کفلین من رحمتہ و یجعل لکم نورا تمشون بہ و یغفر لکم ۔ ——

۶. عقلی دلیل

اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے لئے یقیناً ایک ایسی ہستی تخلیق کی ہے جس میں کوئی ذرہ برابر بھی نقص نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان قدرت کا ایک نمونہ ہے کہ وہ ایسی ہستی تخلیق کرسکتا ہے اور اسے مقام محبوبیت کی بلندی اور مقام رسالت کی رفعتیں عطا کی ہیں۔ باقی مخلوقات کو بتایا کہ دیکھو یہ میں نے تخلیق کیا ہے یہ ہر لحاظ سے Perfect ہے اور اگر تم میرے محبوب بننا چاہتے ہو تو اس ہستی کا اتباع کرو۔ میں تمہیں اپنا محبوب بنالوں گا بس یہی بات ہے سمجھ کی۔

اللہ تعالیٰ کیوں کہتا ہے **ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی** وہ اس لئے کہ آپ صلی علیہ وسلم کی ذات اقدس اکمل ہے (Perfect)

وہ لوگ جو "ذنب" کے معنی گناہ کرکے تاخر کے حوالے سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرتے ہیں وہ اس سنگین غلطی کا اندازہ نہیں لگا سکتے اس لئے۔

۱. عقیدہ کی خرابی ہے

ب. تاخر یعنی مستقبل میں ہونے والے یعنی بعد میں کرنے والے گناہ جن کی سنگینی کا ابھی پتہ نہیں۔ اس س رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کا پہلو نکلتا ہے۔ کوئی بھی انسان اس غلط بات کا سہارا لے کر گناہ کا جواز ڈھونڈے گا۔ پھر سات خون معاف کرنے والی مثال کی یہاں کوئی تک نہیں۔ یہ تو نہایت ہی کمزور اور ILLOGICAL یعنی احمقانہ مثال ہے۔

ج. قرآنی آیات مثلاً اسوہ حسنہ اور **وما اتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھوا** سے ٹکراؤ ہوگا

د. "ذنب" کے معنی گناہ کرکے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنے سے گستاخ رسول کو شہہ ملتی ہے۔ اور بد مذہب لوگ مزید گستاخیاں کرتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے جیسے تھے اور گناہ بھی کرسکتے تھے (استغفراللہ)

باب سوئم

اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسان کے لئے معاف کردینے' دعا مانگنے سفارش کردینے رحمت کے بازوؤں میں چھپانے والا بنایا

۱. **رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت چاہیئے :-** اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو یا محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہئیں ہیں اور رسول کریم ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے

نکتہ.... **واستغفر لھم الرسول** سے مراد شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ دینے کے لئے مومنوں کو در رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ حاضری دینے کا حکم دیا ہے اور بتایا ہے کہ پہلے میرے محبوب کے در پہ جائیں وہاں سے سفارش لگوائیں پھر توبہ قبول کروں گا۔

۲. **محبوب انہیں معاف کردو :- فاعف عنھم واصفح(۵ الائدہ ۱۳)** تو انہیں معاف کردو اور ان سے درگذر کرو

۳. **محبوب اچھی طرح درگذر کرو :- فاصفح الصفح الجمیل(۱۵-۸۵)** پس اچھی طرح درگذر کرو

۴. **محبوب معاف کرنا :- خذالعفو(۷ اعراف ۱۹۹)** یا حبیب معاف کرنا اختیار کریں

کیا سمجھے :- اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا معاف کردینا دراصل میرا ہی معاف کرنا ہے میرے حبیب صلی اللہ سفارش کراؤ تو بخش دوں گا۔

سکون نہیں ملتا تیرے بغیر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۵. **محبوب ان کے لئے دعائے خیر کریں :-** اور (اے محبوب) ان کے حق میں دعائے خیر کیجئے بیشک آپ کی دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے

نکتہ.... صحابہ کرام جو غزوہ بتوک میں نہ جاسکے۔ پھر بعد میں جب ان کی توبہ قبول ہوتی ہے تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے لئے دعائے خیر کیلئے فرمایا جا رہا ہے کہ آپ کی دعا سے ہی ان کو سکون ملے گا۔ گویا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے دلوں کا چین ملے ۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں رحمت کی بارشیں پنہا ہیں ۔ صحابہ کرام کے رتبے کتنے بلند ہیں۔ ان تین حضرات مرارہ بن ربعیہ' ہلال بن امیہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنھم کو معافی بھی مل گئی۔ انہوں نے تمام مال و دولت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر لاکر ڈھیر کردیا کہ اسے صدقہ کردیں۔ لیکن انہیں ابھی سکون نہ آتا تھا دل بے چین تھے وہ صرف اور صرف ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی ملتا تھا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔

۶. **اپنی رحمت کا بازو بچھائیں :-** Lower your Arm یا Lower your wing for protection(یہاں عربی ہے) مومنوں کے لئے اپنی رحمت کا بازو بچھائیں یعنی ان کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لیں

۷. **ہمارے لئے بخشش کی سفارش کیجئے :- فلستغفر لنا(۴۸-۱۱)** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو گنوار پیچھے رہ گئے تھے اب آپ سے کہیں گے کہ ہمیں ہمارے مال

اور ہمارے گھر والوں نے جانے سے مشغول رکھا (سال حدیبیہ) اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے معاف کر دے۔ کیا سمجھے'

خلاصہ :۔ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کو معاف کروائے۔ درگذر کرائے۔ توبہ کے بعد سکون نہ ملے تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے لئے دعا کرائے یہ کہتے ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے ان کے دلوں کو چین ملے گا۔ پھر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائے کہ آپ اپنی رحمت کے پروں میں مومنوں کو چھپالیں مومن کہیں کہ ہمارے لئے شفاعت کیجئے تاکہ ہماری اس کوتاہی پہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کروے

عقلی دلیل :۔ ایک دوست دوسرے دوست کے وسیلے سے ہی ضرور کام کرے یا کوئی کام کرنے سے پہلے اپنے دوست سے کہے کہ تو ان کی سفارش کر تب ہی میں یہ کام کروں گا۔ تو پھر یہ کہنا کہ وہ دوست اپنے اس دوبت کو اپنا عمل درست کرنے کو کہے یہ عقل کے مطابق نہیں اور شریعت عین عقل کے مطابق ہے۔

نتیجہ :۔ چنانچہ پہلے دی ہوئی آیات کی مثالوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی یہ کہے کہ "لذنبک" کے 'ک' کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ، اضافت ہے تو اس میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ایک تو اوپر دی ہوئی آیات سے ٹکراؤ ہوگا اور دوسری بات یہ کہ ایسا کہنے والے کی عقل کے پیمانے کو بھی ناپنا ضروری ہے اور ایسے لگتا ہے کہ اس کا مقیاس ذہانت بہت ہی پست ہے۔

لفظ "ذنب" کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (نعوذ باللہ نقص والی بات (DEFCTIVE) بنتی ہے

1. جس چیز میں کوئی نقص یا DEFECT ہو تو......

ا۔ کیا اوروں کے لئے نمونہ بن سکتی ہے۔ نہیں کبھی نہیں

ب۔ اس کا اتباع کرنا بے معنی سی چیز ہے

ج۔ پھر اس کی حقیقت کا تو پتہ چل گیا ناں۔

د۔ ہر ایک (جمیعا) کے لئے تو ایسی چیز نہیں ہوتی کیونکہ یہ عقلاً غلط ہے

ھ۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنی نگہداشت میں نقص کرا سکتا (نعوذباللہ) ہے

و۔ کیا اللہ تعالیٰ ایک وقت ایسی چیز (نقص والی) کے ساتھ ہوگا جس پر نہ کوئی ملک مقرب اور نہ نبی رسول مطلع ہو (نعوذباللہ)

ز۔ کیا اللہ تعالیٰ کے نظام میں (نعوذباللہ) نقص ہے۔

ح۔ اللہ تعالیٰ خود تو ہر نقص سے پاک ہے تو کیا (معاذ اللہ) اپنے مظہر میں کوئی نقص رکھے گا۔ یہ بات عقل نہیں مانتی

۲. لیکن مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک واحد ہستی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک نمونہ بنا کر ہمیں دی کہ اس ہستی کا اتباع کرو گے تو تم میرے محبوب بن جاؤ گے۔ کیونکہ یہ ہستی بے نقص ہے میری ذات کا مظہر ہے اس کی حقیقت میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔

کیا سمجھے.....؟؟؟

مقام (POST) رسالت کو ناپنے والوں کے ذہن کے اختراع (ذاتی رائے) ملاحظہ کریں

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لفظ "ذنب" کی نسبت و اضافت کر کے مسٹر زبیر اور کئی دوسرے لوگ مندرجہ ذیل دلیلیں دیتے ہیں۔

۱. ترک اولیٰ کی کوتاہیاں ----- (استغفر اللہ ' ایسی نامعقول اور جاہلانہ باتیں)

۲. نبوت سے پہلے اور بعد کو وہ امور جو تم سے سرزد ہوئے جن پر عوام گناہ کا اطلاق کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

۳. وہ غلطیاں جو آپ سے زمانہ جاہلیت میں ہوئیں وہ جو بعد نبوت کے سرزد ہوئیں۔

۴. جو الزامات ہجرت سے پہلے لگائے گئے اور جو الزامات ہجرت کے بعد لگائے گئے۔

جواب :۔ یہ الزامات جب ثابت ہوں تب ہی گناہ کہا جائے گا اور پھر اس کا مطلب ہو گا کہ کفار و منافقین جنہوں نے الزامات لگائے تھے وہ سچے تھے (نعوذ باللہ) اور آپ ان کی معافی مانگیں۔ کیسی گھٹیا اور عقلاً و نقلاً مخدوش سوچ ہے۔ (اللہ تعالیٰ ایسے مفسرین کو ہدایت دے)

۵. مسٹر زبیر کہتا ہے۔

ا ۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکام کی بجا آوری میں خواہ کتنی ہی کوشش کی جائے انسان سمجھے کہ شکر کا حق ادا نہیں کیا۔

جواب :۔ شاید مسٹر زبیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا عام انسان سمجھ رہا ہے۔

ب ۔ مشاہدہ حق میں فرق پڑنے کی وجہ سے (یعنی امت اور دنیا کے کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے)

جواب :۔ مسٹر زبیر کو شاید اس حدیث پاک کا پتہ نہیں (فرمان نبوی : میری حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا) کیا اس فرق کی دوری ناپنے کا کوئی پیمانہ ہے ؟

ج ۔ اعلیٰ مرتبے کے مقابل میں ادنیٰ مرتبہ گناہ نظر آرہا تھا اور قرب کے زینے کے فرق کے لئے استغفار کرتے تھے۔

جواب :۔ مسٹر زبیر کو ابھی تک مقام رسالت یعنی اس POST کی بلندی کا پتہ ہی نہیں۔ تب ہی تو ایسی باتیں کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام رسالت کے اکمل ترین درجہ پر ہے جہاں کم مرتبہ سے اعلیٰ مرتبہ کی بات کرنا بے وقوفی ہے۔

نوٹ :۔ مندرجہ بالا باتیں جو صرف اپنی ذاتی رائے پر منحصر ہوں۔ اپنے ذہن کی اختراع ہوں۔ لوگوں کو ایسی باتیں کرنے سے پہلے جاننا چاہئے کہ کس عظیم ترین ہستی کے متعلق لب کشائی کررہے ہیں۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا۔ **ان الل ہ بعثنی لتمام مکاوم ال اخلاق و کمال محاسن الا فعال**

حیران کن، بچگانہ، احمقانہ اور خلاف عقل بات

مسٹر زبیر عرف ننھے میاں نے اپنی تقریر میں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں اپنی طرف سے یہ ملاوٹ کی ہے۔ یہ کہتا ہے "ہم نے آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے یعنی آپ کی وجہ سے حضرت آدم کے گناہ بھی معاف ہوئے۔ آپ کی وجہ سے حضرت یوسف کے گناہ بھی معاف ہوئے؟ حضرت نوح کے گناہ بھی معاف ہوئے حضرت عیسیٰ کے گناہ بھی معاف ہوئے تمام انبیاء کے لئے اور اس کے علاوہ جو ان سے لغزشیں ہوئیں وہ اور جو پچھلی امتیں گزریں وہ اور آنے والی جو امتیں ہیں آپ کی امت ان سب کے گناہ بھی آپ کے سبب سے ہم نے معاف کئے۔ یہ اعلیٰ حضرت نے اپنے ترجمہ کیا۔

تشریح مندرجہ بالا جات کو جب بغور دیکھیں تو یہ نتائج نکلتے ہیں۔

ا۔ دیگر انبیاء کے ناموں کو اپنی طرف سے ڈال دیا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے ایسا نہیں فرمایا۔ یہ سنگین بددیانتی ہے جو کسی عالم سے تو توقع نہیں کی جا سکتی۔

۲۔ اس میں فعل ماضی بتایا گیا ہے کہ ان انبیاء کے گناہ معاف ہوئے۔ یہ بھی گرامر کی سنگین غلطی ہے ایسا نہیں ہے۔ (کیونکہ لیغفو فعل مضارع ہے یعنی۔ مستقبل میں کرو ے)

۳۔ اگر برائے بحث بالغرض اس بات کی گہرائی میں جائیں تو مسٹر زبیر کہا یہ کہنا کہ "آنے والی جو امتیں ہیں" سے ایک بہت خطرناک عقیدہ جنم لیتا ہے،اور اس سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پہ ضرب پڑتی ہے وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور بھی امتیں آئیں گی۔ ظاہر ہے امت کسی بنی کی ہوتی ہے۔ گویا کہ مسٹر زبیر کے نظریات کے مطابق آقا صلی

اللہ علیہ وسلم کے بعد اور نبی بھی آسکتے ہیں جو کہ صریحاً" عقیدہ ختم نبوت کی نفی ہے۔

باب چہارم

امت کے گناہ

ذنب کی نسبت :- قرآن حکیم میں جن آیات میں "لذنبک" آیا ہے وہیں اس سے مراد امت کے گناہ ہیں۔ نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ کوئی ایسا ترجمہ کرے۔ یا عقیدہ رکھے یا گمان بھی کرے جس میں اس لفظ کی نسبت یعنی "ک" کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرے تو سمجھو کہ اس کا عقیدہ بد ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہر وصف کے درجہ کمال پر ہے۔ جو لوگ ابھی منازلیں طے کرا رہے ہیں وہ صرف اپنے ذہن کی اختراع سے اپنی رائے قائم کر لیتے ہیں۔ اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے بارے میں اپنی رائے قائم کرنے سے مراد ہے کہ تم اپنے جیسا (مثلکم) سمجھ رہے ہو۔ بس یہی بہت سنگین غلطی ہے۔

امت کے گناہ اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فکر مبارک :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا میں۔ شب معراج براق پر سوار ہوتے وقت۔ لازمان ولامکان کے مقام پر۔ اللہ تعالیٰ سے گفتگو کرتے وقت۔ اپنی امت کو یاد رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "امتی امتی" کہتے رہے۔ امت کے معاملات کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت غمخوار ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے

(عربی ہے) (مسند احمد بن حنبل) بیشک میرے رب نے میرے ساتھ میری امت کے متعلق مشورہ طلب فرمایا۔ کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ میں نے عرض کیا یارب یہ تیرے بندے ہیں تیری مخلوق ہیں۔ دوسری مرتبہ بھی ایسی ہی گفتگو ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں آپ کو امت کے بارے میں غمگین نہ کروں گا ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب جنت میں داخل کروں گا اور پھر ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار۔

قیامت کے دن :- قیامت کے دن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور جب سجدہ ریز ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا (یہاں عربی ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کی بخشش کیلئے دعامانگیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق (ولسوف یعطیک ربک فترضی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کے لئے شفاعت

فرما کر کہیں گے۔

ارضیت یا محمد ترجمہ :- کیا آپ راضی ہیں یا محمد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے **لقد رضیت یاربی.....** (بیشک میرے رب میں راضی ہوں)

۲۔ قرآن حکیم میں جب کفار مکہ کے استہزاء کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین کی اور جب دوسری قوموں کے حالات کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی شفاعت کرنے کو کہا گیا۔ گناہ کا ارتکاب تو عام انسانوں نے ہی کرنا ہے نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

نتیجہ :- جن آیات میں ذنب اور استغفار کی بات ہے ہاں یہ امت سے منسوب ہیں نہ کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے۔

امت کے گناہوں کی معافی ایک مسلسل عمل ہے (Process)

گناہوں کی معافی :- اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے بڑے مواقع پیدا کئے ہیں کہ ان کے گناہوں کو معاف کر دے۔ مثلاً

ا۔ حج کے بعد انسان کے پہلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

ب۔ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوجاتے ہیں

ج۔ رمضان المبارک کے روزے ایمانداری اور ثواب کی نیت کے لئے رکھے تو پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

د۔ نیکیاں، برائیوں کو مٹادیتی ہیں۔ **ان الحسنت یذھبن السیات** (۱۱۴-۱۱ ھود)

حیرت کی کونسی بات ہے :- اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گناہ معاف کر دے تو اس میں حیرت کی کون سی بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تب ہی تو نعمتوں کا تمام ہوگا۔

حیرت تو ایسے لوگوں پر ہے جو کہتے ہیں کہ سب نے اپنے گناہوں کی سزا بھگتنا ہے۔ اور پھر جنت ملے گی۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کی شان غفاری کو تنقیص کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ اور مسٹر زبیر بضد ہیں کہ سزا بھگتنے کے بعد جنت میں گئے تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت ہے۔

فرمان الٰہی :- ہم آپ کو اتنا دیں گے کہ آپ راضی ہوجائیں گے

ولسوف یعطیک ربک فترضی فرمان محبوب :- میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ہر امتی بخشا نہ جائے گا۔

نتیجہ :- یہی تو حضور انور نور مجسم رحمتہ اللعالمین رؤف رحیم کی خصوصیت ہے......کیا سمجھے؟ ایسے الفاظ "اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے" کہنا نہایت بے ادبی اور گستاخی ہے منافقین اس انداز میں بات کرتے تھے۔ مسٹر اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی کتابوں میں اس طرح کے الفاظ لکھے ہیں۔ گویا کہ مسٹر زبیر، مسٹر اشرف علی تھانوی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ واہ واہ۔

گناہوں کا ارتکاب

گناہ وہ ہوتے ہیں جو زمانہ ماضی میں مرتکب ہوئے ہوں.....زمانہ مستقبل کے گناہ کرنے کے متعلق اور پھر ان کی معافی مانگنے والی بات عقلاً مخدوش ہے وہ اس لئے کہ گناہوں کی تعداد اور سنگینی کا پتہ نہیں اور اس کی بخشش مانگئے۔ اس سے کیسے لازم ہوا کہ (نعوذباللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ مستقبل میں گناہ کا ارتکاب کریں گے۔ سات خون معاف کر دینے والی مثال یہاں دینا حماقت ہے اور مقیاس ذہانت کی پستی کی دلیل ہے۔

قول و فعل سے گناہوں کا ارتکاب

کوئی بھی گناہ سرزد ہو وہ یا تو زبانی ہوتا ہے یا عملی اب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق قرآن یہ کہتا ہے

ا- قول= **وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی**

ب- فعل= **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ**

۱۴- سوال :- کیا اب بھی ذنب والی بات کی گنجائش ہے؟ اس کے بارے میں تو محض گمان کرنے سے ایمان برباد ہوجائے گا۔ جہنم مقدر بن جائے گا لاکھ تاویلیں دیتے رہیں کہ "ذنب" کے وہ معنی نہیں لیتے معافی نہیں ملے گی۔ (کسی انسان یا مفتی کے فتوے کی ضرورت نہیں)

منافقین مدینہ منورہ کا یہ وطیرہ تھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کا مذاق اڑاتے اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہ آیا۔ یہ لوگ مختلف بہانے یعنی عذر پیش کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فیصلے صادر کر دیئے۔ **لاتعتذرو قدکفرتم بعدایمانکم** (اب بہانے مت بناؤ۔ تم کافر ہوگئے ایمان لانے کے بعد) ایک اور جگہ فرمایا **یحلفون باللہ**

ماقالوا ولقد قالوا کلمتہ الکفر و کفروا بعد اسلامھم (توبہ) یہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے یہ نہ کہا۔ اور بیشک انہوں نے کفر کے کلمے کہے اور کافر ہوگئے۔ اسلام لانے کے بعد۔

جواب :- ذنب کے لفظ کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت اور اضافت کرنے کی ضد نہ کریں۔ عبداللہ بن ابی بن سلول اینڈ کمپنی جیسا حشر ہوگا۔ کیونکہ آج کل لوگ ایسا کرنے کی ضد کر رہے ہیں اور پھر مختلف تاویلیں بھی دیتے ہیں۔

باب پنجم

حقیقت اور شریعت

حقیقت کیا ہے :- حقیقت یہ ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا **یا ابا بکرلم یعلمنی حقیقتہ غیرربی** یا ابو بکر میری حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وہ ھستی ہے جس کا رتبہ یہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوکنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر و لکن اخی و صاحبی ہ

ترجمہ......اگر میں رب کے علاوہ کسی اور کو دوست بناتا تو وہ ابوبکر ہوتا مگر وہ میرا دینی بھائی اور ساتھی ہے۔

فرمان الٰہی :-

محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ فرماتا

مظہر ربوبیت کا مطلب

اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت کے اظہار کو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی سے مشروط کر رہا ہے اس کا یہ مطلب ہوا کہ جیسا اللہ تعالیٰ یکتا۔ ویسے ہی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم یکتا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مظہر ہونے کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ یہ ہستی ایک مکمل ہستی ہو اس میں کسی کمی، کجی یا نقص تک کا شائبہ نہ ہو۔ اس کے باوجود اگر کوئی انسان ایسا سوچے تو بدعقیدگی کے ساتھ ساتھ اس کے ذہن کی پستی کی دلیل ہے۔

حقیقت کی ایک جھلک دیکھیں :- قرآن حکیم کھولیں اور محب اور حبیب کی مشترک صفات پڑھیں

اچھے اعمال کے کمال پورے کرنے والا :- ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم مقام رسالت کے اس درجہ کمال پر ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ تمام کمالات اور نعمتیں مکمل ہیں- اسی لئے فرمایا- **ان اللہ بعثنی لتمام مکادم الاخلاق و کمال محاسین الافعال** (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے اخلاق کے درجات مکمل کرنے اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لئے مجھ کو بھیجا (مشکواۃ ج ٨) تو معلوم ہوا کہ یہ کام وہی ہستی کر سکتی ہے جو خود ان محاسن کے درجہ اتم کے مقام پر ہے- ایسی صورت میں "ذنب" کو مختلف تاویلیں اور ذاتی رائے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب اور اضافت کرنا صریحا" گمراہی اور جہالت ہے-

مشترک صفات

صفات محب جل جلالہ (رب العالمین) محبوب ﷺ (رحمتہ للعالمین)

١- معلم: الرحمٰن علم القرآن ١ / 55 یعلمهم الکتب والحکمہ ١٢٩ /

٢- تزکیہ: ولکن اللہ یزکی من شاء ٤٩ / 4 ویزکیهم ١٢٩ / 2

٣- نور: اللہ نور السموات ٣٥ / 24 قد جاء کم من اللہ نور ١٥ / 5

٤- راضی ہونا: واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ٦٢ / 9 (محبوب راضی تو پھر محب راضی)

٥- کریم: یایها الناس ما غرک بربک الکریم ٦ / 82 انہ لقول رسول کریم ٤٠ / 69

٦- رؤف: ان اللہ بالناس رؤف الرحیم ٣٢ / 2 بالمومنین روف الرحیم ٢٨ / 9

٧- رحیم: ان اللہ بالناس رؤف الرحیم ٣٢ / 2 بالمومنین روف الرحیم ٢٨ / 9

٨- ہادی: واللہ یهدی من یشاء الی صراط المستقیم ٢١٣ / 2 وانک لتهدی الی صراط مستقیم ٥٢ / 42

٩- ولی: اللہ ولی الذین امنوا ٢٥٧ / 2 انما ولیکم اللہ ورسولہ ٥٦ / 5

١٠- عزت: فان العزۃ للہ جمیعا ١٣٩ / 4 وللہ العزۃ ولرسولہ ٨ / 63

١١- اندھیروں سے نکالنا: لیخرجهم من الظلمت الی النور ٢٥٧ / 2 · لتخرج الناس من الظلمت الی النور ١ / 14

١٢- انعام کرنا: انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ جس پر اللہ نے انعام کیا تو نے انعام لیا ٣٧ / 33

١٣- اطاعت: اطیعو اللہ واطیعو الرسول ٣٢ / 3 من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ٨٠ / 4

١٤- حلال کرنا: ما احل اللہ لکم ٨٧ / 5 یحل لهم الطیبہ ١٥٧ / 7

١٥- حرام کرنا: ماحرم اللہ ورسولہ ٢٩ / 9 ویحرم علیهم الخبئث ١٥٧ / 7

١٦- امر معروف: ان اللہ یامر بالعدل ٩٠ / 16 یامرهم بالمعروف ١٥٧ / 7

١٧- نہی عن المنکر: وینهی عن الفحشاء والمنکر ٩٠ / 16 وینههم عن المنکر ١٥٧ / 7

١٨- واعظ: یعظکم لعلکم تذکرون ٩٠ / 16 قل انما اعظکم بواحدۃ ٤٦ / ٣٤

١٩- غنی کرنا: وما نقموا الا ان اغنهم اللہ ورسولہ من فضلہ ٧٤ / 9

٢٠- عطا کرنا: ما اتهم اللہ ورسولہ ١٧٥ / 3

٢١- فضل: ولو انهم رضوا ما اتهم اللہ ورسولہ وقالو حسبنا اللہ سیوتینا اللہ من فضلہ ورسولہ ٥٩ / 9

٢٢- حکیم: ان اللہ عزیز حکیم ٢٠٩ / 2 یعلمهم الکتب والحکمہ ١٢٩ / 2

شریعت :- ١. ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ایک ضابطہ حیات مہیا کیا جن میں وہ تمام امور آتے ہیں جو انسان کو اس دنیا میں زندگی گذارنے کے لئے مشعل راہ ہیں- ان تمام امور پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عمل کرکے ایک بہترین نمونہ پیش کرکے دیا تاکہ کسی بھی امتی کیلئے کوئی جواز نہ ہو کہ یہ کام تو مشکل ہے- اس بہترین نمونہ کی ابتدا صحابہ کرام سے ہی ہوئی تھی- اس لئے صحابہ کرام کی

ایک کثیر جماعت تیار ہوگئی۔ جنہوں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرکے قرآن سیکھا۔ اور پھر اس پر عمل کیا۔ صحابہ کرام کی اس تربیت میں اصل مقصد قول و فعل کی ٹریننگ تھا یعنی تعلیم امت.......

٢. بعض گفتگو میں لوگ غلط مطلب اخذ کرلیتے ہیں۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میں دن میں ستر بار بخشش مانگتا ہوں یا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ تو یہ صرف تعلیم امت ہے۔ لیکن کم فہم لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بخشش (استغفار) جو مانگی جارہی ہے۔ ضرور کوئی گناہ سرزد ہوا ہوگا (نعوذ باللہ) حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گناہوں سے بچایا ہوا ہے (Protected From sins) یہی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کمال ہے کہ اس کے بعد ایک ایسی ہستی ہے جو ان عیوب نقائص وغیرہ سے مبرا ہے۔

٣. صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے پاک ہیں معصوم ہیں اور گفتگو کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک سے زیادہ زیادہ مستفید ہونا تھا پھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی امت کو تعلیم ایسے ہی دیتے تھے یعنی خود اپنی مثال کے ذریعے کہ ایسے عمل کیا کریں۔

یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور فخریہ نہیں کہتا (انا حبیب اللہ ولا فخر) جبی نقص سے پاک ہوتا ہے اور درجہ محبوبیت کی بلندیوں پر ہوتا ہے۔ یہ بلندیاں عام انسان کا ذہن نہیں سمجھ سکتا یعنی بلندیوں کو محب اور حبیب ہی جانتے ہیں ع انسان نہیں جانتے۔

نبی کے دشمن شیطان :۔ شیطان جب انسان سے دشمنی لیتا ہے تو اس کے ڈیڑھ چھٹانک کے مغز میں خناس ڈال دیتا ہے کہ تم تو بڑے عالم ہو۔ جب تم اس لفظ ذنب کے معنی نہیں لیتے تو پھر اسے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ منسوب کرنے میں کیا اعتراض ہوسکتا ہے اور پھر یہیں اور ایسے ہی وہ اس عالم (جاہل) کا بیڑہ غرق کردیتا ہے۔

١. عربی عبارت کا ترجمہ اردو میں کرنا کوئی بڑی بات نہیں کہ فلاں عالم نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ ظاہر ہے ایک زبان سے ترجمہ کرتے ہوئے دوسری زبان کے متبادل الفاظ ویسے ہی ہوں گے بات یہ ہے کہ ان الفاظ کی **حکمتیں** تمہاری سمجھ میں آسکتی ہیں یا نہیں کیونکہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تو معلم و حکیم ہیں ۔

ب۔ قرآن حکیم میں ذکر ہے کہ "اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن پیدا کئے ہیں آدمیوں اور جنوں میں کے۔ **یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا** (١١٢-٦ الانعام)

ت۔ ایک اور جگہ فرمایا.... **وان الشیطین لیو حون الی اولیئھم لیجادلو کم** (١٢١-٦ الانعام)

اور بیشک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم جھگڑیں۔

ث۔ اگر اس کے باوجود بھی کوئی عالم (جاہل) بضد ہو کہ اس میں کون سی اعتراض والی بات ہے تو یہ شیطان نے اس کے کان میں پھونک دیا ہے۔ ایمان رخ ہوگیا چاہے کوئی مفتی فتوٰی دے یا نہ دے۔ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخوں کے خلاف اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے صادر کرتا ہے۔

باب ششم

خلاصہ

حاصل کلام

١. **استغفر :۔** جہاں جہاں حضور اکرم رحمتہ اللعالمین رؤف صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذکر ہے وہاں اس سے مراد سفارش کرنے کے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہوں کی معافی مانگنے (نعوذ باللہ) کے نہیں ہیں۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے پاک ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا مظہر ہیں۔ چنانچہ عقیدہ کی درستگی ضروری ہے ورنہ جہنم منزل ہوگی۔

٢. **ذنب :۔** بمعنی گناہ کے اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرے تو وہ سنگین بے ادبی اور گستاخی کا مرتکب ہوگا۔ اور گستاخ رسول کی سزا سب علماء جانتے ہیں۔

٣. **لذنبک :۔** اس لفظ کی "ک" (کاف) کسی بھی لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق نہیں کیونکہ اس سے پہلے لفظ "ل" (لام) آگیا ہے جس کا معنی ہے "لئے" چنانچہ کوئی "ک" ہے جس کے "ذنب" کی معافی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں۔ یہاں ک سے متعلق اپنے خاص (اہلبیت ہیں) جب اپنے خاص یا مومنین امتی کی کارکردگی کی بات ہو تو اس کا تعلق آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے

لفظ "ک" سے ہوگا)- دنیاوی مثالیں بہت ہیں- جرنیل ہار گیا- وغیرہ وغیرہ حالانکہ فوجی لڑائی تو سپاہی کر رہے ہیں- جرنیل تو ہو سکتا ہے کئی سو میل پیچھے ہو- اسی طرح یہ کہنا کہ تم اپنے گھر کو ٹھیک کرو- تو اس سے مراد گھر کے افراد ہوں گے- بات تو عام فہم ہے بس ذرا متقیاس ذہانت کی ضرورت ہے-

۴. **توبہ :-** یاد رہے کہ گناہوں کا استغفار کرلینا ہی کافی نہیں- ان کی شفاعت بھی ضروری ہے اور پھر گناہ سے توبہ کے بعد ہی بخشش ملے گی- پورے قرآن پاک میں کوئی بھی ایسا لفظ (توبہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں آیا جس سے شبہ ہو کہ (نعوذباللہ) گناہ سرزد ہوئے ہیں اس لئے توبہ کے لئے حکم دیا جا رہا ہے- جن لوگوں نے گناہ کئے ان کے لئے توبہ کرنے کی بات ہوئی اور یہ لفظ مختلف اشکال میں ۸۵ دفعہ آیا ہے- چنانچہ کلیہ یہ ہے کہ گناہوں کی معافی کی شرط توبہ ہے-

۵. **رسالت کا بلند ترین منصب :-** آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ اللعالمین رؤف رحیم ہیں- اللہ تعالیٰ نے اپنے نائب اعظم کو ہر لحاظ سے ہر طرح سے مکمل فرمایا جسے انگریزی میں (PERFECT) کہتے ہیں- اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا مظہر Perfect یعنی مکمل ہوگا تب ہی اس شان پر پورا اترے گا- اور اس "مکمل" ہونے کی دلیل ان اللہ وملکتہ یصلون علی النبی ہی ہے-

۶. **عقلی دلیل :-** انسانی عقل یہ کہتی ہے کہ اس کائنات کو تخلیق کرنے کے جواز یعنی اپنی پہچان کرانے کے لئے یقیناً اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہستی بنائی ہے جس میں اب کوئی کمی یا نقص نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا شاہکار ہے جسے دیکھیں بس سمجھیں اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا- اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے شایان شان ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لحاظ سے درجہ اکمل پہ بنائے جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کرنے کی بات ہے تو وہ اظہار عبودیت اور امت کی تعلیم کے لئے ہے- اسی کو شریعت کہتے ہیں-

۷. **بعض لوگوں کا اپنا ذاتی خیال ہے :-** (ا) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوپر والے درجے پر پہنچ کر جب نیچے والے درجے پر نگاہ کرتے تو موجودہ رفعت کے مقابلے میں وہ قصور محسوس ہوتا اس لئے آپ استغفار کرتے یہ کسی مفسر کی ذاتی رائے ہے اور اس کی کوئی دلیل نہیں- حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم رفعتوں کے درجہ اکمل پر ہیں- تمام کائنات کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیلی کو

(ب) کبھی کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکام کی بجا آوری میں خواہ کتنی ہی کوشش کی جائے انسان پر لازم ہے کہ اپنے قصور کا اعتراف کرتا رہے اور یہ سمجھے کہ جیسا مجھے کرنا چاہئے تھا مجھ سے نہ ہوسکا- میں نعمتوں کا حق شکر ادا نہیں کرسکا یہ تصور انسان کا کمال ہے نقص نہیں- یہ بات تھی ایک مفسر کی اپنی ذہنی اختراع سے- لیکن یہ عام انسان کے لئے تو ہوسکتا ہے- مظہر ربوبیت کے لئے نہیں- کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت میں کوئی کوتاہی کی (نعوذباللہ) اور جتنی کرنی چاہئے تھی نہ کی- کیا (استغفراللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حق شکر ادا نہ کیا- اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر نہیں کیا تو پھر یہ سارا نظام ہی ناقص لگتا ہے- جو کہ ایسا نہیں ہے- لگتا ہے یہ مفسر صاحب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا سمجھ رہا ہے- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "احمد" ہے یعنی سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والا-

(ت) مسٹر زبیر کہتے ہیں کہ مشاہدہ حق میں فرق پڑنے سے استغفار کرتے تھے تو بات یہ ہے کہ محب اور حبیب کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے جو باتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہیں جن پر کوئی مقرب فرشتہ اور نبی رسول مطلع نہیں (لی وقت مع اللہ) ایسی حالت میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا- کسی انسان کو اپنی ذاتی رائے یا خیال کا اظہار نہیں کرنا چاہئے- مشاہدہ حق کا قرب محب جانے یا حبیب جانے فاصلے کم یا زیادہ عام انسانوں کے لئے ہے-

۸. اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی رسول سے کوئی بات کہے تو ہمیں لازم نہیں کہ ہم بھی اسی بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کریں- اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ یا حبیب آپ فرمادیں میں ظاہری طور پر تمہاری طرح ہی بشر ہوں- **(قل انماانابشرمثلکم)** اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بشربشر کہنا شروع کردیں- اسی طرح اگر آدم علیہ السلام کہیں **ربنا ظلمنا انفسنا** اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا- تو ہم کسی بھی طرح یہ نہیں کہہ سکتے کہ آدم ظالم (معاذ اللہ) کی یہ بات ہے اگر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہوں- تو ابلیس نے بھی نبی کو بشر کہا بلکہ وہ تمام امتیں جنہوں نے اپنے اپنے نبی کو بشر کہا کفر کی وجہ سے تباہ ہوگئیں چنانچہ کلیہ یہ ہے- اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی بات ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے متعلق کوئی بات فرمائیں۔ جس میں بظاہر انسانی پہلو کی کمزوری والی بات نظر آئے (ہماری اپنی کج سمجھی کی وجہ سے) تو ہم پر لازم نہیں کہ ہم ایسی بات ان سے منسوب کریں۔ ایسا کرنا صرف کم علمی جہالت اور مقیاس ذہانت کی پستی کی علامت ہے۔

۹. صحابہ کرام کے ساتھ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو جس نہج پر بھی ہو۔ اس کا مقصد صرف اور صرف تعلیم امت ہے اور اسی کا نام شریعت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ کرام نے اپنی زندگیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گزاریں اور وہ زیادہ بہتر حالت میں تھے کہ آپ صلی اللہ اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کی کیا حکمتیں ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عمل مبارک کی کیا حکمتیں ہیں۔

۱۰. ان آیات جن میں لفظ "لذنبک" آیا ہے۔ ترجمے کرتے وقت آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گناہوں کی نسبت کرنا۔ بہت ہی غلط ہے اس سے بڑی سنگین گستاخی اور کوئی نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم (Protected) ہیں۔ آپ کا اسوہ حسنتہ تمام انسانیت کے لئے نمونہ ہے۔ اور حسنہ کا متضاد گناہ (Bad Dead) ہے۔ تو کبھی گناہ بھی اچھا عمل ہوا ہے؟ حیرت ہے۔ اللہ تعالٰی کے کلام میں تضاد یا ٹکراؤ نہیں ہوتا۔

۱۱. ایمان کے تقاضوں میں بنیادی جزو ادب ہے بلکہ ادب ہی جان ایمان ہے اس لئے ترجمہ کرتے وقت ادب کو مدنظر رکھنا ہی عین ایمان ہے۔ ادب تو یہاں تک سکھلاتا ہے کہ اگر آپ کا باپ آپ کے بڑے بھائی کو احمق 'گدھا' الو وغیرہ کہتا رہے۔ آپ اپنے بھائی کو بھائی جان ہی کہیں گے۔ نہ کہ یہ القاب، یہاں تو ادب کا تعلق ایک ایسی ہستی سے ہے جو مظہر ربوبیت ہے۔ محبوب اللہ تعالٰی ہے جس کے طفیل یہ کائنات وجود میں آئی ہے۔ جو اصل الموجودات ہے۔ مختار منتخب ہے۔ صاحب کل علم غیب ہے۔ اور جس کے اوصاف کا بیان انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ کے متعلق بات کرنے سے پہلے ہوش کی ضرورت ہے ننگی تلوار پر چلنے کے مترادف ہے۔ میں نے دیکھا اور سنا کہ بڑے بڑے مدعیان علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ بے ادبی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مثلاً حضور نے یہ کہا۔ حضور نے وہ کہا وغیرہ وغیرہ نہ القابات اور نہ ہی درود و سلام اور دعوے کریں گے عالم مفتی وغیرہ ہونے کے....چنانچہ احتیاط لازم ہے

باب ہفتم

مسٹر زبیر کی تقریر و تحریر کا متکبرانہ انداز

۱. بندہ نے مسٹر زبیر کی تقریر سنی ہے اور ان کا متن بار بار پڑھا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ۔

ا ۔ مسٹر زبیر کا انداز بیان نہایت ہی تکبرانہ ہے۔ جب انسان خود کو بہت بڑا عالم سمجھنے لگتا ہے تو پھر تحت شعور میں تکبرانہ انداز COMPLEX SUPERIORITY آجاتا ہے۔

ب ۔ اس تکبرانہ انداز کی دوسری بات یہ بھی ہو سکتی ہے کہ "پدرم سلطان بودد" والی بات ذہن میں ہو۔

ت ۔ سب سے بڑی گستاخی جو یہ کر رہا ہے وہ یہ کہ آقائے نور مجسم رحمتہ للعالمین رؤف رحیم میرے ماں باپ قربان کے نام اقدس کو نہایت بے ادبی اور گستاخی سے لے رہا ہے مثلاً بار بار یہ دہرا رہا ہے "حضور نے کہا" یا "حضور کے گناہ" وغیرہ ---- استغفر اللہ ایسی باتیں کرنا اور پھر ایسے بی ادب لہجے میں کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے لئے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نور مجسم رحمتہ للعالمین رؤف رحیم (میرے ماں باپ قربان) کے لئے کوئی عزت و توقیر نہیں ہے حالانکہ قرآن حکیم میں حکم الٰہی ہے **و تعزروہ و توقروہ**

ث ۔ دوسری بڑی بلکہ بہت ہی بڑی گستاخی یہ کر رہا ہے کہ ایسے الفاظ مثلاً (اس میں حضور کی کیا خصوصیت ہے) ایسے الفاظ منافقین مدینہ کہتے تھے۔ مسٹر اشرف علی تھانوی جن کو لوگ عالم سمجھتے ہیں اس بے ادب نے بھی اپنی تحریروں میں یہ فقرہ لکھا ہے "اس میں حضور کی کیا خصوصیت ہے" وغیرہ وغیرہ (استغفراللہ)

انتباہ :- یاد رہے کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول اینڈ کمپنی بھی ایسے انداز کی قسمیں کھاتے کہ انہوں نے تو ایسے نہیں کہا یا ان کا ایسے کہنے کا یہ مطلب نہ تھا وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالٰی کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسی گستاخیاں بہت بری لگیں اور فوراً اپنے فیصلے سنا دیئے۔ فرمایا **لا تعتذرو قد کفرتم بعد ایمانکم** دوسری جگہ فرمایا **یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمتہ الکفر و کفروا بعد اسلا مھم**

ج ۔ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرنے والوں کے

خلاف اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ سناتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو کسی دنیاوی مفتی صاحب کے فتوے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کہ گستاخی اور بے ادبی کے کلمات ادا کرنے سے مسٹر زبیر یہ کہیں کہ کسی مفتی نے تو ان کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں دیا وغیرہ وغیرہ۔

ح ۔ فرمان نبوی ہے کہ جب میرا نام لیا جائے اور اس پر جس نے درود نہ بھیجا (صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہا) تو وہ ہلاک ہوا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر شریف کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے اور تین بار آمین، آمین، آمین کہا اور پھر صحابہ کرام کے پوچھنے پر جبریل علیہ سلام کی آمد کا ذکر کر کے پورا واقعہ سنایا۔

خ ۔ مسٹر زبیر کو پتہ ہونا چاہئے کہ میرے آقا نور مجسم رحمتہ للعالمین رؤف رحیم میرے ماں باپ قربان کی طرف گناہوں کی نسبت کرنا یا گند گار سمجھنا کفر ہے۔ بلکہ سوچنا بھی بلکہ اس سے بھی آگے کہ ذہن میں ایسا گمان کرنا بھی کفر ہے۔ چاہے جتنی بھی تاویلیں ہیں۔

د ۔ مسٹر زبیر نے اپنی تقریر و تحریر میں لفظ "ذنب" میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نور مجسم رحمتہ للعالمین رؤف رحیم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تاویلیں دی ہیں۔ لیکن ان کو پڑھنے کے بعد مسٹر زبیر کے مقیاس ذہانت کی پستی نظر آتی ہے۔

۱. مسٹر زبیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق نہ ادا کرنے کا فطری تصور یعنی کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق نہ ادا کیا۔ استغفر اللہ کیسی جاہلانہ بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "احمد" ہے اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہیں کیا تو پھر کسی نے نہیں کیا۔

۲. دوسری بات مشاہدہ حق میں فرق پڑنے سے استغفار کرتے تھے (یاد رہے کہ مشاہدہ حق میں کبھی فرق نہیں پڑتا) کیا زبیر کے پاس کوئی ایسا پیمانہ ہے جس سے فرق کو ناپا جا سکے

۳. تیسری بات کہتا ہے کہ قرب الٰہی کے زینے کے فرق کی وجہ سے یعنی اوپر والے درجے پر پہنچ کر جب نچلے درجے پر نظر پڑتی تو وہ ذنب نظر آتا۔ وغیرہ وغیرہ یہاں بھی کونسا پیمانہ ہے جو بتائے کہ یہ اوپر والا زینہ ہے اور یہ نیچے والا زینہ ہے

ذ ۔ مندرجہ بالا باتیں مسٹر زبیر کے اپنے ذہن کی اختراع ہیں۔ انہیں شاید پتہ ہی نہیں کہ میرے آقا نور مجسم رحمتہ للعالمین رؤف رحیم کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا

کوئی نہیں جانتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی نہیں جانتے تو پھر مسٹر زبیر کے ذہن میں ایسی باتیں نہیں آنی چاہئیں۔ (کہیں وہ بات تو نہیں۔ **ان الشیطین لیوحون اولیٰھم**)

ر ۔ ہمیں توف اتنا پتہ ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت کے نکتہ کمال پر ہیں بلکھہ اکمل ہیں ۔ اب یہاں کسی کمی یا کسی کجی کی گنجائش ہی نہیں۔ عقل بھی یہی کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا مظہر ' اکمل ترین ہی ہوگا' تھا اور ہے۔ اوصاف حمیدہ جو کہ رسالت کی POST کے لئے ہونے چاہئیں وہ مکمل ہیں۔

ز ۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ترجمے سے اختلاف جس انداز میں کیا گیا ہے وہ بھی زعم اور نخوت میں ہے۔ اور پھر گرامر کی غلطیاں یعنی ماضی اور مضارع میں فرق نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جو دلائل دیئے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی شان غفاری (غفاریت) کو بھی محدود اور مقید کردیا گیا ہے۔

س ۔ انہیں پتہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ غفور و غفار ہے اور اگر وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخش دے تو اس میں کونسی حیرت کی بات ہے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی تو کائنات کا سلسلہ چلایا۔ کیا مسٹر زبیر یہ لازمی چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو نہ بخشے اور گناہ گاروں کو گناہوں کی سزا دے کر ہی جنت میں بھیجے اور پھر یہ مسٹر زبیر کہتا ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت ہے۔ اس قسم کی باتیں وہی عبداللہ بن ابی سلول اینڈ کمپنی کیا کرتے تھے۔ ایسی باتیں نہایت نامعقول ہیں۔

آخر کلام :۔ میرا مشورہ ہے کہ زبیر کو بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں معافی مانگنی چاہئے۔ علم نہ تو میراث سے ملتا ہے اور نہ ہی کتابوں کے انبار پڑھنے سے۔ یہ بصیرت ہے کہ جو در مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملتی ہے اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا کرم ہی ہوتا ہے کہ کسی مجھ جیسے گناہ گار روسیاہ (جو کہ اندھیروں اور جہالت کی گہرائیوں میں بھٹک رہا ہو) کو اپنا نورانی چہرہ اقدس دکھا کر اپنی پیاری باتوں کی ہمکلامی کی سعادت سے مالا مال کردے ۔ اور ان اندھیروں سے نکال کر ایک ڈیوٹی لگا دے اور وہ ڈیوٹی میری زندگی کا مشن ہے۔

باب نہم

توبہ کا دروازہ

توبہ کی ضرورت :- انسان شر اور خیر کا مجموعہ ہے اس سے نیک کام بھی ہوتے ہیں اور برے بھی، نیک کاموں کا اجر ملتا ہے لیکن برے کاموں کی سزا ملتی ہے اور ایسی سزا جو اللہ تعالیٰ نے جہنم کے طور پر رکھی ہے۔ چنانچہ خالق کائنات نے توبہ کے متعلق اپنے فیصلوں سے واضح طور پر قرآن میں بتادیا ہے کہ کیسے توبہ کریں اس کا مفہوم درج ذیل ہے بنیادی طور پر توبہ کے نکات یہ ہیں کہ انسان گناہوں سے نادم ہو پہلی بات یہ ہے کہ توبہ کرلے۔ پھر آئندہ ایسا گناہ نہ کرے اور واقعتاً" اسے معلوم ہو کہ وہ اس گناہ کو جس کے لئے توبہ کی تھی نہیں کر رہا۔

توبہ کا طریقہ :- محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دو.... اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہوا ہے ہر کام کا۔ گویا کہ ایک طریقہ وضع کر دیا ہے چنانچہ توبہ کا بھی ایک طریقہ ہے اور وہ سمجھنا اس لئے آسان ہے کہ آدم علیہ السلام کا قصہ ہمارے سامنے ہے انہوں نے دعا کی تھی

(عربی ہے) یا میرے رب تجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔ دوسری اہم بات وہ حکم ہے جو ہم اپنے آپ پر ظلم کرنے والوں کو ملا ہے

(عربی ہے) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب پاک تیرے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول پاک ان کی شفاعت کریں تو ضرور اللہ کریم کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ اس میں سمجھنے کا نکتہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر معافی مانگیں تو وہ ضرور **(لوجد اللہ)** پائیں توبہ قبول کرنے والا۔ اس نوعیت کی صرف یہ ہی آیہ ہے بہت آسان فہم ہے۔

توبہ کیوں؟ :- قرآن کہتا ہے

(عربی ہے) کہ تم میں سے جو کوئی جہالت میں کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور سنور جائے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

موت کے وقت توبہ قبول نہیں :- (ترجمہ) اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی۔ اور نہ ان کی جو کافر مریں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر

رکھا ہے۔

گستاخان رسول کو مشورہ :- ایک مخلص مومن سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تبلیغ بھی کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ شاید کوئی اپنا ایمان بچالے اور دوزخ سے بچ جائے چنانچہ وہ لوگ جنہوں نے دیدہ دانستہ یا نادیدہ دانستہ حبیب اللہ پاک کی شان میں گستاخانہ کلمات نکالے تحریری یا تقریری۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑا کیا اور اپنی رائے سے مرضی کے موافق مطلب نکالا۔ جنہوں نے رحمتہ للعالمین رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس یعنی نورانیت کا انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ سلم کے کمالات کو جھٹلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک میں نکتہ چینی کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات کا انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا **تمسخر** اڑایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لفظ "ذنب" کی اضافت کر کے مختلف تاویلیں پیش کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآنی آیات میں اپنی ذاتی رائے دی اس وطیرہ سے انہوں نے دنیا اور آخرت برباد کرلی۔ ان کو مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ بہت قبل از وقت اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر ان تمام باتوں سے توبہ کریں وہ غفور رحیم ہے۔ اسے اس کے حبیب پاک کا واسطہ دیں تو ضرور توبہ قبول کرے گا۔ ورنہ موت کے وقت جب پتہ ہو کہ اب ٹائم پورا ہو رہا ہے توبہ قبول نہیں کرتا اور یہی وجہ تھی کہ فرعون کی توبہ قبول نہ ہوئی۔ فرعون کی سنت پر عمل نہ کریں۔ اور نہ ہی عبداللہ بن ابی ابن سلول کے طریقہ پر چلیں۔

وما علینا الا البلاغ

۷۸۶ مدینہ ۹۲

بود درجہاں ہر کسے را خیالے ٭ مرا از ہمہ خوش خیال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

Abu Saleh Muhammad Faiz Ahmed Owaisi Qadri Rizvi

تاریخ ——

حضرت الحاج عاشق حبیب کبریا علامہ کرنل صاحب مدظلہ

السلام علیکم۔ گرامی نامہ تشریف لایا۔ مافی سے آگاہی ہوئی

آپکے خدمات قلمی نہایت ہی قابل قدر ہیں مولی عزوجل بطفیل حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قبول فرمائے (آمین) آپکے نثری خدمات آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ انشاء اللہ بروز آخرت آپکو

انکا بہتر صلہ نصیب ہوگا۔ وہ شعر جو حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہ نے لکھا ہے

وہ امام اہلسنت اعلحضرت شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا ہے

جان ہے درد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) روز فزوں کرے خدا۔ جسکو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

(۲) لذنبک کی تشریح ضروری ہے فقیر کو بعض حیدرآباد کے احباب نے لکھا ہے لیکن مجھے فرصت نہ ملی

آپ نے رد لکھدیا۔ خوب کیا اسمیں فقیر کی تصدیق و تائید بھی لکھدیں۔ بڑا افسوس ہے کہ

صاحبزادہ محمد بشیر نے غلطی کھائی اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے (آمین) [illegible] بھیجنا۔ شکریہ

(۳) علامہ مرتضی ملک نے حسن شعر کا مذاق اڑایا ہے یہ ان لوگوں کی پرانی عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو نیک جزا دے

آپ نے اچھا کیا کہ ملک غلام مرتضی کی تردید کردی۔ یہ شعر سرائیکی زبان میں ہے فقیر کے ہم علاقہ مشہور

عالم دین حضرت مولانا محمد یار فریدی گڑھی اختیار خانی بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ یوں

خدا جنہاں نوں پکڑے چھڑا لے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جے پکڑے چھڑا کوئی نہیں سکدا

آپ یہ رسالہ فقیر کو ضرور بھیجیں کیونکہ فقیر نے اسکی تائید میں ایک رسالہ لکھا ہے لیکن غیر مطبوعہ ہے آپکے رسالہ کے بعد اسکی اگر ضرورت محسوس ہوئی [illegible]

سیرانی مسجد۔ سیرانی روڈ بہاولپور پاکستان فون: ۸۸۱۳۷۱

ADDRESS : SIRANI MASJID, SIRANI ROAD, BAHAWALPUR, PAKISTAN TEL : 881371

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

اسکی تشریح فقیر نے شرح حدائق بخشش جلد [illegible] میں لکھی ہے

[illegible]

بندہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنل (ر) انور مدنی کی لکھی ہوئی

مطبوعہ

خوشبوئے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ صاحب کلی علم غیب

۲۔ حاکم کائنات

۳۔ کلی ایمان

۴۔ اصل الموجودات

۵۔ مختار منتخب

۶۔ شریعت اور عشق

۷۔ اللہ تعالیٰ کی تلاش

۸۔ الزام شرک کے رد میں

۹۔ سورۃ والضحیٰ کی تفسیر

۱۰۔ سورۃ عبس کی ابتدائی آیات

میں اللہ تعالیٰ کا طرز گفتگو

۱۱۔ دربار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے

۱۲۔ لذنبک کی تشریح

زیر طبع

۱۔ لا الہ الا اللہ (سب سے پہلے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کب ؟

۲۔ محمد رسول اللہ

(سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کہا) کب ؟

۳۔ شہنشاہ ولایت' بسم اللہ کی 'با' کا نقطہ

(قرآن ناطق اور شیر خدا رضی اللہ عنہ)

ا۔ فرمان نبوی۔ مکمل اسلام مکمل کفر سے لڑنے جارہا ہے

ب۔ فرمان علی رضی اللہ عنہ

انا نقطہ تحت الباء

۴۔ اللہ تعالیٰ کے دفتر کا نظام

(فرمان نبوی ۔ واللہ معطی وانا قاسم)

۵۔ محب اور حبیب کی گفتگو ۔ (قرآن حکیم)

۶۔ جنت کہاں ہے ؟

(دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے "!")

(ایک گستاخ رسول کی کتاب آسمانی جنت

اور درباری جہنم کے جواب میں)

۷۔ اہل کتاب کون ؟

(آج صرف اہل قرآن ہی اہل کتاب ہیں)

۸۔ لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ

(یا اللہ پاک یہ کیا ہو رہا ہے ؟)

ADDRESS:- P.O.BOX NO. 11050
DEFENCE SOCIETY LAHORE
CANTT, POST CODE 54792